ذکرالٰہی اور حمد وشکر میں اسوۂ رسولؐ

کہتے ہیں کہ انسان جس چیز سے محبت کرتا ہے وہ اسکا بہت ذکر کرتا ہے اور ہمارے نبی حضرت محمدؐ کی تو پہلی اور آخری محبت اللہ تعالیٰ کی ذات تھی۔عین عالم جوانی میں آپ دنیا کی دلچسپیوں سے بیزار غار حرا کی تنہائیوں میں جا کر اس محبوب حقیقی کو ہی تو یاد کرتے تھے اور اسی میں آپ کی زندگی کا سارا لطف تھا۔آپ کی یہ وارفتگی دیکھ کر اہل مکّہ بھی کہتے تھے کہ محمدؐ تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

مگر امر واقعہ یہ ہے آپ فنا فی اللہ کے اس مقام پر تھے جہاں انسان اپنا وجود بھی فراموش کر بیٹھتا ہے اور محویت کے اس عالم میں صرف اللہ کی یاد باقی رہ جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق نبی کریمؐ ہر لحظہ و ہر آن خدا کو یاد رکھتے تھے۔(مسلم)[1]

یادالٰہی میں شغف

دن ہو یا رات،خلوت ہو یا جلوت عالم خواب ہو یا بیداری کبھی بھی آپؐ اپنے ربّ کی یاد نہیں بھولے۔فرماتے تھے کہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے میں

بعض دفعہ ستّر سے بھی زائد مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (ابوداؤد)[2]

صوفیاء نے ''دست درکار و دل بایار'' کے محاورہ میں عشق کے جس مقام کا ذکر کیا ہے کہ ہاتھ کام میں لگے ہوں مگر دل یار کے ساتھ ہو ظاہر ہے اُس کا تعلق بیداری کی حالت سے ہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کہیں آگے تھے کہ سوتے ہوئے بھی آپ کا دل یادِ الٰہی سے معمور ہوتا تھا۔ فرماتے تھے میری آنکھیں جب سو جاتی ہیں تو بھی دل نہیں سوتا۔ (بخاری)[3]

گویا ذکرِ الٰہی آپ کے دل کی غذا تھا۔ جیسے جسم کا انحصار دورانِ خون اور عملِ تنفس پر ہے آپؐ کی روح کا دارومدار ذکرِ الٰہی پر تھا۔ دن بھر میں قضائے حاجت کے ہی چند لمحے ہوں گے جن میں اللہ کے ذکر کی عظمت اور احترام کے باعث آپؐ اس سے رُک جاتے ہوں، شاید اس لئے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آتے تو غُفْرَانَکَ کی دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تیری بخشش کا طلبگار ہوں۔ (ترمذی)[4] اس میں بھی ایک راز تھا کہ یہ چند لمحے بھی کیوں یادِ الٰہی میں روک بنے۔

انسانی زندگی کا ایک لمحہ بھی اپنے خالق و مالک کی توفیق اور احسان کے بغیر ممکن نہیں بلکہ محتاجِ محض ہے جبکہ صفتِ رحمانیت کے تحت بغیر کسی تقاضا کے اللہ تعالیٰ کے فیضانِ عام اور عنایات کے لامحدود سلسلہ نے اسکا احاطہ کیا ہوا ہے۔ پھر صفتِ رحیمیت کے طفیل انسان کی محنت کے اجر کا ایک لامتناہی سلسلہ بھی جاری و ساری ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں اور احسانات نے اسطرح انسان

کو گھیر رکھا ہے کہ بے اختیار انسان کو اس قرآنی آیت کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے۔ (سورۃ ابراھیم :15) قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے بندوں پر افسوس بھی کیا ہے کہ ان میں سے بہت کم شکر ادا کرنے والے ہوتے ہیں وہاں حقِ شکر ادا کرنیوالوں کا تعریف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

شکرِ نعمت

حضرت نوحؑ کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وہ عبدِ شکور تھے۔ (سورۃ الاسراء :171) یعنی اللہ تعالیٰ کے بہت شکر گزار بندے۔ حضرت ابراھیمؑ کے بارہ میں فرمایا کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ (سورۃ النمل :122) پھر آنحضرتؐ کو ارشاد ہوتا ہے کہ آپ اللہ کی عبادت کریں اور شکر کرنے والے بندوں میں شامل ہو جائیں۔ (سورۃ الزمر :40)

اللہ تعالیٰ کا اپنے شکر گزار بندوں سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں اور زیادہ نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ (سورۃ النساء :114) ہمارے نبی کریم ﷺ نے واقعی حقِ شکر ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات سے حصہ پایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ (سورۃ النساء :114)

رسول اللہؐ کی یادِ الٰہی کی اصل معراج آپؐ کی نماز تھی۔ جس میں آپؐ کی آنکھوں اور دل کی ٹھنڈک تھی۔ (نسائی) 5

عام لوگوں کا دل نماز میں نہیں لگتا اور نماز میں ہوکر بھی خیالات کہیں اور ہوتے ہیں۔اسکے برعکس نبی کریمؐ کا دل نماز کے علاوہ اوقات میں بھی نماز میں ہی اٹکا ہوتا تھا۔اللہ کو اتنا یاد کرنے کے بعد بھی آپؐ اپنے رب کے حضور یہ دعا کرتے تھے کہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ ذَاکِرًا لَکَ شَاکِرًا۔(ابوداؤد)[6]

یعنی ’’اے میرے رب مجھے اپنا ذکر کرنیوالا اور اپنا شکر کرنیوالا بنائیو۔‘‘ کیونکہ شکر بھی دراصل ذکر الٰہی اور محبت کے اظہار کا ایک خوبصورت اسلوب ہے۔اور ذکر کی ایک بہترین شکل حمد وثنا ہے۔

آپ کی نماز مجسم شکرانہ ہوتی تھی جو الحمدللہ کہہ کر اللہ کی حمد سے شروع ہوتی۔اسکا وسط بھی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر حمد کثیر پر مشتمل ہوتا تو اس کی انتہاء اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ کی جامع حمد پر ہی ہوتی تھی۔آپؐ کے رکوع وسجود بھی اسی حمد الٰہی سے لبریز ہوتے تھے جن میں آپؐ عرض کرتے ’’اے اللہ تو پاک ہے اپنی تمام تعریفوں کے ساتھ۔‘‘(بخاری)[7]

رکوع سے اٹھ کر پھر یہ حمد باری یوں ٹھاٹھیں مارتی جیسے بے قرار سمندر۔آپ عرض کرتے اے اللہ ہمارے رب! سب تعریفیں تجھی کو حاصل ہیں۔یہ حمد کرکے بھی آپ کا جی سیر نہ ہوتا تو کہتے بَری اتنی تعریفیں کہ جس سے سارے آسمان اور زمین بھر جائیں اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھی بھر جائے۔(مگر تیری حمد ختم نہ ہو)۔اے تعریف اور بزرگی کے لائق ہستی۔بندہ جتنی تیری تعریف کرے تو اسکا

مستحق ہے اور ہم سب تیرے بندے ہی تو ہیں۔(مسلم) 8

فرض نمازوں کے علاوہ نوافل میں آپؐ کے شکرانے کا یہ عالم تھا کہ پوری پوری رات خدا کے حضور عبادت میں گزار دیتے یہاں تک پاؤں سُوج جاتے۔حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں تو کیا خوب جواب دیا اَفَلاَ اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا کہ میں عبدِ شکور یعنی خدا کا انتہائی شکر گزار بندہ نہ بنوں۔(بخاری) 9

محبت الٰہی اور ذکر وشکر سے بھری اس نماز سے فارغ ہو کر آپ یادِ خدا کو بھولتے نہیں تھے بلکہ یہ دعا کرتے تھے۔اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔(ابوداؤد) 10

اے اللہ! مجھے اپنے ذکر، اپنے شکر اور خوبصورت عبادت کی توفیق عطا فرما۔اس دعا کی قبولیت عملی زندگی میں لحہ بلحہ آپ کے ہمرکاب نظر آتی ہے۔رات کا کچھ حصّہ آرام کر کے اٹھتے تو پہلا کلمہ جو آپؐ کی زبان پر جاری ہوتا وہ اللہ کی حمد اور شکر کا کلمہ ہوتا۔آپؐ اپنے مولیٰ کے حضور اقرار کرتے کہ تمام تعریف اس خدا کی ذات کیلئے ہے جس نے نیند جیسی موت کے بعد ہمیں پھر سے زندگی دی اور بالآخر تو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔(بخاری) 11

روکھی سوکھی پر گزارا کرتے ہوئے بھی کھانے کے بعد رسول اللہؐ کے شکر گزار دل سے بے اختیار حمد اور تشکر کے جذبات نکلتے تھے۔فرماتے تھے کہ اللہ

تعالیٰ اپنے اس بندے سے بہت راضی اور خوش ہوتا ہے۔ جو ایک لقمہ بھی کھاتا ہے تو اللہ کی حمد اور تعریف کرتا ہے۔ پانی پیتا ہے تو اس پر بھی اللہ کی حمد کرتا ہے۔ چنانچہ کھانے کے بعد آپؐ دعا کرتے اس خدا کی تمام تعریف ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنایا۔(ترمذی)[12]

یعنی شکر کی یہ توفیق دی گویا توفیق شکر ملنے پر بھی ایک شکرانہ ادا کرتے تھے۔ الغرض ذکرالٰہی آپ کے وجود کا جزو لاینفک تھا۔

قضائے حاجت سے فارغ ہو جانے پر بھی اللہ کا شکر ہی بجالاتے اور عرض کرتے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مضر چیز مجھ سے دور کر دی مجھے تندرستی عطا کی اور غذا کے نفع بخش مادے میرے جسم میں باقی رکھ لئے۔(ابن ماجہ)[13]

رات کو بستر پر جاتے ہوئے دن بھر میں ہونیوالی اللہ کی نعمتوں کا شکر یوں ادا کرتے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ پر اپنا احسان اور فضل کیا اور مجھے عطا کیا اور بہت دیا اور ہر حال میں اللہ ہی کی حمد وثنا ہے۔(ابوداؤد))[14]

کوئی نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اللہ کی حمد بجالاتے۔(ترمذی)[15]

جب کبھی عرصہ کے بعد موسم گرما کی بارش ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر شکر سے خدا کے حضور جھک جاتا، آپ اپنے سر سے کپڑا وغیرہ ہٹا دیتے اور ننگے سر پر بارش لیتے اور فرماتے یہ میرے رب سے تازہ تازہ

آئی ہے۔(احمد)16

جب کوئی دعا بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا درجہ پاتی یا کوئی نیک کام انجام کو پہنچتا تو کسی فخر کی بجائے اللہ کی حمد بجالاتے اور کہتے تمام تعریف اس خدا کی ہے جس کے جلال وعظمت سے ہی نیک کام انجام کو پہنچتے ہیں۔(حاکم)17

اپنے یہودی غلام کی عیادت کو گئے اسکا آخری وقت دیکھ کر اسے کلمہ پڑھنے کو کہا اور جب اس نے پڑھ لیا تو بے اختیار آپکی زبان پر یوں حمد باری جاری ہوئی کہ اس خدا کی تعریف ہے جس نے ایک روح کو آگ سے بچالیا۔(بخاری)18

سجداتِ شکر

کوئی خوشی کی خبر آتی تو فوراً خدا کے حضور سجدہ میں گر جاتے اور سجدہ تشکّر بجالاتے۔(خطیب)19

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ مکے سے مدینہ واپس لوٹ رہے تھے۔ جب ہم عزوراء مقام پر تھے وہاں حضورؐ اترے۔آپؐ نے ہاتھ اٹھائے اور کچھ وقت دعا کی۔ پھر حضورؐ سجدے میں گر گئے۔لمبی دیر سجدے میں رہے۔پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کی۔پھر سجدے میں گر گئے۔آپؐ نے تین دفعہ ایسے کیا۔پھر آپؐ نے فرمایا کہ

میں نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی تھی اور اپنی امت کیلئے شفاعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کی ایک تہائی کی شفاعت کی اجازت دی۔ میں اپنے رب کا شکرانہ بجالانے کیلئے سجدے میں گر گیا اور سر اُٹھا کر پھر اپنے رب سے امت کیلئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مزید ایک تہائی اپنی امت کی شفاعت کیلئے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں پھر شکرانے کا سجدہ بجالایا۔ پھر سر اُٹھایا اور امت کیلئے اپنے رب سے دعا کی تب اللہ تعالیٰ نے میری امت کی تیسری تہائی کی بھی شفاعت کیلئے مجھے اجازت عطا فرما دی اور میں اپنے رب کے حضور سجدۂ شکر بجالانے کے لئے گر گیا۔(ابوداؤد) 20

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ مسجد میں تشریف لائے اور قبلہ رُو ہو کر سجدے میں گر گئے اور بہت لمبا سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شاید آپ کی روح قبض کر لی ہے۔ میں آپؐ کے قریب ہوا تو آپؐ اُٹھ بیٹھے اور پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا عبدالرحمٰن۔ فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی روح تو قبض نہیں کر لی۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس جبریلؑ آئے تھے انہوں نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں فرماتا ہے کہ جو آپؐ پر درود بھیجے گا میں اس پر اپنی رحمتیں نازل کرونگا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی بھیجوں گا۔ یہ سُن کر میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالایا ہوں۔(احمد) 21

اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی مکہ کی فتح کے موقع پر آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھے تھے اور سر جھک کر پالان کو چھُو رہا تھا۔ آپ سجدۂ تشکر بجالاتے ہوئے یہ دعا پڑھ رہے تھے اے اللہ تو پاک ہے اپنی حمد اور تعریف کے ساتھ۔ (ابن ہشام)[22]

شکر کے نئے گوشے

نبی کریم ﷺ کے شکر ادا کرنے کا ایک لطیف پہلو یہ ہے کہ آپ شکر کے نئے گوشے تلاش کرتے تھے۔ محض نعمتوں اور احسانوں اور کامیابیوں پر ہی آپ اللہ کا شکر نہیں کرتے تھے بلکہ گردش زمانہ اور مصائب سے محفوظ رہنے پر بھی اللہ کی حمد بجالاتے تھے۔ ہر مصیبت زدہ آپ کو اس شکر کی یاد دلاتا تھا۔ چنانچہ کسی معذور یا مصیبت زدہ کو دیکھ کر جہاں انسانیت کے ناطہ سے آپ کے دل میں اسکے لئے درد پیدا ہوتا تھا وہاں آپ اللہ کا شکر بھی کرتے تھے کہ اس خدا کی تعریف ہے جس نے ہمیں اس مصیبت سے بچا کر صحت و تندرستی عطا کی اور اپنی بیشتر مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ (ترمذی)[23]

اپنی ایک مناجات میں آپؐ اپنے مولیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں۔

''تیرا نور کامل ہے تو نے ہی ہدایت فرمائی سب تعریف تیرے لئے ہے، تیرا حلم عظیم ہے۔ تو نے ہی بخشش عطا کی پس کامل حمد تجھے ہی حاصل ہے۔ تیرے ہاتھ فراخ ہیں۔ تو نے ہی عطا کی پس کامل حمد تجھے ہی حاصل ہے۔ اے ہمارے رب تیرا چہرہ سب چہروں سے زیادہ قابل عزت ہے اور تیری

وجاہت تمام وجاہتوں سے بڑھ کر ہے۔ تیری عطا تمام عطاؤں سے افضل اور شیریں ہے۔ اے ہمارے رب! جب تیری اطاعت کی جاتی ہے تو تُو قدر دانی کرتا ہے اور تیری نافرمانی ہو تو بھی تیری بخشش میں فرق نہیں آتا۔ تو ہی ہے جو مجبور اور لاچار کی دعا سنتا اور تکلیف دور کرتا ہے، بیمار کو صحت عطا فرماتا، گناہ بخشتا اور توبہ قبول کرتا ہے۔ کوئی نہیں جو تیری نعمتوں کا بدلہ اتار سکے اور تیری تعریف تک کسی مدحت گر کی زبان رسائی نہیں پا سکتی۔ (شوکانی) 24

اللہ تعالیٰ کو رسول اللہؐ کی حمد وستائش کے ادا کئے ہوئے یہ نغمے ایسے پسند آئے کہ اس نے فیصلہ فرمایا کہ قیامت کے روز جب نفسانفسی کا عالم ہوگا اور ہر شخص کسی پناہ کی تلاش میں ہوگا تو رسول اللہؐ کو ''مقام محمود'' یعنی حمد باری کے انتہائی مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا۔ (ترمذی) 25

آپ کی صفت احمد کی شان اس رنگ میں ظاہر ہوگی کہ آپ پر حمد کے نئے مضامین کھولے جائیں گے اور خدا کے لئے تعریفی کلمات سکھائے جائیں گے۔

پھر آپؐ سجدہ ریز ہو کر وہ حمد باری بجا لائیں گے جسکے جواب میں آپؐ کو یہ انعام ملے گا کہ اے محمدؐ! آج جو مانگیں گے آپؐ کو عطا کیا جائیگا۔ تب آپؐ اپنی امت کی شفاعت کی دعا کریں گے۔ اور یہ حمد الٰہی کی ایک عظیم الشان برکت ہے جو آپؐ کو نصیب ہوگی۔ (بخاری) 26

حمد باری کے حریص

رسول اللہؐ تو اپنے رب کی حمد کے حریص تھے۔ اللہ کی حمد اور شکر کے ایسے اعلیٰ ذوق اور توفیق کے بعد پھر بھی اگر کسی کو حمد باری کرتے ہوئے سن لیتے تو اس پر رشک کرتے۔ (احمد) 27

مشرک شاعر امیہ بن صلت کا حمد باری پر مشتمل ایک شعر جب آپؐ نے سنا تو دل پھڑک اٹھا۔ فرمانے لگے امیہ کا شعر تو ایمان لے آیا مگر خود اسکو ایمان کی توفیق نہ ملی۔ دل کافر ہی رہا۔ شعر یہ تھا

لَکَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْفَضْلُ رَبَّنَا فَلَا شَیْئَ اَعْلیٰ مِنْکَ حَمْدًا وَّاَمْجَدًا

یعنی اے ہمارے رب! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں، احسان اور فضل بھی تیرے ہیں کوئی چیز حمد اور بزرگی سے تجھ سے بڑھ کر نہیں۔ (کنز) 28

لبید عرب کا مشہور شاعر تھا جس کا بلند پایہ کلام خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا۔ مگر رسول اللہؐ کو اسکے سارے کلام سے جو شعر پسند آیا وہ اللہ کی عظمت کے بارہ میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ سب سے سچی بات جو لبید نے کہی وہ اسکے شعر کا یہ مصرع ہے۔

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٗ

کہ سنو! اللہ کے سوا ہر چیز بالآخر فنا ہونیوالی ہے۔ (بخاری) 29

مقام حمد کی معراج

پس سچی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہؐ سے بڑھ کر آج تک اللہ کی کوئی حمد کرنیوالا پیدا نہیں ہوا۔ اسی لئے تو الٰہی نوشتوں میں آپ کا نام ’’احمد‘‘ رکھا گیا تھا کہ سب سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنیوالا۔ اسی حمد باری کے صدقے آپ محمدؐ کہلائے اور آپ کی دنیا بھر میں تعریف ہوئی۔ آپ کی ایک دعائیہ حمد کا نمونہ اس جگہ پیش کیا جاتا ہے۔ اپنے مولیٰ کے حضور کسی تضرع اور عاجزی سے آپ شکر بجالاتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ ہر ذرہ وجود مجسم شکر بن چکا ہے۔

’’تیرا نور کامل ہے، تُو نے ہی ہدایت عطا فرمائی، سب تعریف تیرے لئے ہے، تیرا حِلم عظیم ہے تُو نے ہی بخشش عطا کی پس کامل حمد تجھے ہی حاصل ہے، تیرے ہاتھ فراخ ہیں تو نے ہی عطا کیا۔ پس کامل حمد تجھے ہی حاصل ہے۔ اے ہمارے ربّ! تیرا چہرہ سب چہروں سے زیادہ قابلِ عزت ہے اور تیری وجاہت تمام وجاہتوں سے بڑھ کر ہے، تیری عطاء تمام عطاؤں سے افضل اور شیریں ہے، اے ہمارے ربّ! جب تیری اطاعت کی جاتی ہے تو تُو قدردانی کرتا ہے اور تیری نافرمانی ہو تو بھی تیری بخشش میں فرق نہیں آتا تُو ہی ہے جو مجبور اور لاچار کی دعا سنتا ہے اور تکلیف کو دور کرتا ہے۔ بیمار کو صحت عطا فرماتا، گناہ بخشتا اور توبہ قبول کرتا ہے۔ کوئی نہیں جو تیری نعمتوں کا بدلہ اُتار سکے اور تیری تعریف تک کسی مدحت گر کی زبان رسائی نہیں پاسکتی۔‘‘ (شوکانی) 29A

جذبۂ شکر اور قدر دانی

دراصل شکر ایک جذبہ ہے جو احسان کے نتیجہ میں ایک قدر دان دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ انسان میں اس جذبہ کا ہونا اللہ کی سچی حمد اور شکر ادا کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ جو لوگوں کے احسانوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ (ترمذی) 30 کیونکہ اسے شکر کی نیک عادت ہی نہیں یا یہ جذبہ سرد پڑ چکا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے شکریہ ادا کرنے کا طریق بھی اپنی امت کو سمجھایا۔ حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص سے کوئی نیکی کی جائے تو وہ اس نیکی کرنے والے سے یہ کہے جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بہترین جزا دے تو اس شخص نے تعریف کا حق ادا کر دیا۔ (ترمذی) 31

چنانچہ آپؐ فرماتے تھے کہ جو شخص تمہارے ساتھ نیکی کرے اسکا بدلہ دو اور اس کی طاقت نہیں تو اسکے لئے دعا کیا کرو اتنی دعا کہ تم جان لو کہ تم نے اسکے احسان کا بدلہ اُتار دیا ہے۔ (ابوداؤد) 32

انسانوں کا شکر

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ تو بدی کا بدلہ بھی نیکی سے دینے کے عادی تھے اور جہاں تک نیکی کے بدلہ کا تعلق ہے آپ قرآن شریف کی اس آیت پر عمل کرنے

کی کوشش کرتے تھے مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۔(سورۃ زلزال:8) یعنی جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی اسکا بدلہ بھی پائے گا۔ بلکہ بعض دفعہ بظاہر معمولی نیکی کا غیر معمولی بدلہ عطا فرماتے۔ایک دفعہ آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو آپؐ کے کم سن چچازاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ نے وضو کے لئے پانی بھر کر رکھ دیا۔آپؐ نے آکر پوچھا کہ یہ کس نے رکھا ہے اور پھر معلوم ہونے پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ انکو قرآن اور حکمت سکھا۔(بخاری) 33 اور انکو دین کی گہری سمجھ عطا کر۔اس دعا نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی زندگی کی کایا پلٹ دی۔(بخاری) 34

نبی کریمؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو انصار مدینہ نے خدمات کی سعادت پائی۔بعض نے کھجور کے درخت پیش کر دیئے۔اسکے بعد جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کے اموال غنیمت آئے تو آپ ان قربانی کرنیوالے انصار کا خاص خیال رکھتے اور اُن کے تحائف کا بدلہ بہترین رنگ میں اُنہیں واپس دینے کی کوشش فرماتے تھے۔(بخاری) 35

فتح مکہ کے بعد بھی رسول کریمؐ نے انصار کی تالیف قلبی اور احساسات و جذبات کا خاص خیال رکھا اور فرمایا اب میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے۔چنانچہ آپؐ نے مدینہ کو ہی اپنا وطن ثانی قرار دیئے رکھا۔انصار کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی۔فرماتے تھے انصار کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔(بخاری) 36

کعب بن زہیر مشہور عرب شاعر تھا جو رسول اللہؐ کے خلاف گندے

اشعار کہنے کی وجہ سے لائق گرفت تھا۔ جب وہ معافی کا خواستگار ہو کر حاضر خدمت ہوا تو حضورؐ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس میں مہاجرین کی تعریف کی اور انصار کا ذکر نہیں کیا۔

رسول کریمؐ کو انصار کی اتنی دلداری مقصود ہوتی تھی، فرمانے لگے کہ تم نے انصار کی شان میں کچھ نہیں کہا یہ بھی مدح کے مستحق ہیں۔ تو اس نے یہ شعر کہا

مَنْ سَرَّہٗ کَرَمُ الْحَیَاۃِ فَلَا یَزَلْ

فِیْ مِقْنَبٍ مِنْ صَالِحِی الْاَنْصَارِ

جس شخص کو باعزت زندگی پسند ہے وہ ہمیشہ نیک انصار کے شہ سواروں کے دستہ میں شامل رہے گا۔ (حلبیہ) [37]

الغرض نبی کریم ﷺ کے ساتھ جس کسی نے زندگی میں کبھی کوئی نیکی کی آپ نے کبھی فراموش نہیں کیا۔

نبی کریمؐ حضرت خدیجہؓ کی خدمات کو بھی ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ اس بارہ میں از راہ غیرت کچھ عرض کیا تو فرمایا ''جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو خدیجہ نے قبول کیا۔ جب لوگوں نے انکار کیا تو وہ ایمان لائیں۔ جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم کیا تو انہوں نے اپنے مال سے میری مدد کی اور اللہ نے مجھے اولاد بھی عطا فرمائی۔ (مسند احمد) [38]

نبی کریمؐ جب اہل مکہ کے رویّہ سے مایوس ہو کر تبلیغ اسلام کے لئے طائف تشریف لے گئے تو واپسی پر مکہ میں داخلہ سے قبل حسب دستور کسی سردار کی امان لینی ضروری تھی۔آپ نے مختلف سرداروں کو پیغام بھجوائے مگر کسی نے حامی نہ بھری سوائے مطعم بن عدی کے جس نے اپنے بیٹوں کو بھجوایا کہ حضور کو اپنی حفاظت میں شہر میں لے آئیں۔نبی کریمؐ نے مطعم کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھا۔وہ بدر سے پہلے وفات پا چکے تھے مگر نبی کریمؐ نے بدر کی فتح کے بعد جب ستّر کفار مکہ کو قیدی بنایا تو فرمایا اگر آج انکا سردار مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھے ان قیدیوں کی رہائی کی سفارش کرتا تو میں اسکی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا۔(بخاری)39

رسول اللہؐ کے چچا ابو طالب نے زندگی بھر آپ سے وفا کی، ہمیشہ آپ کا ساتھ دیا اور آپ کی خاطر شعب ابی طالب میں محصور رہے۔وہ بیمار ہوئے تو آپ ان کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔انہوں نے دعا کی درخواست کی کہ اپنے رب سے دعا کرو۔اللہ تعالیٰ مجھے صحت دے اور پھر آپ کی دعا سے وہ صحت یاب ہوئے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابو طالب آپ کو دل سے سچا مانتے تھے مگر کھل کر اسکا اظہار نہ کرتے تھے۔آخری بیماری میں بھی حضور انہیں اعلانیہ اظہار اسلام کی تحریک کرتے رہے مگر وہ ایسا نہ کر سکے۔اس کے باوجود نبی کریمؐ نے آخر دم تک ان سے حسن سلوک کیا۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو جب اپنے والد

ابوطالب کی وفات کی اطلاع کی تو آپ رو پڑے اور فرمایا جاؤ ان کو غسل دو اور کفن کا انتظام کرو۔ نیز آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے۔(ابن سعد)[40]

جب ابوطالب کا جنازہ اُٹھا تو اپنے محسن کے سفر آخرت کو دیکھ کر بے اختیار رسول اللہؐ کو ان کی صلہ رحمی اور احسان یاد آئے تو یہ دعا کی کہ صلہ رحمی کا بدلہ آپ کو عطا ہوا اور اے چچا اللہ آپ کو بہترین جزا عطا کرے۔ آمین۔(البدایہ)[41]

حوالہ جات

1 مسلم کتاب الحیض باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابۃ و غیرھا558

2 ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی الاستغفار:1294

3 بخاری کتاب المناقب باب کان النبی تنام عینہ و لا ینام قلبہ3304

4 ترمذی کتاب الطھارۃ باب مایقول اذاخرج من الخلاء :7

5 نسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء 3879

6 ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب مایقول الرجل اذاسلم:1391

7 بخاری کتاب الصلوۃ باب مایقول الامام ومن خلفہ اذا رفع رأسہ من الرکوع
و باب مایتخیر من الدعاء بعد التشھد

8 مسلم کتاب الصلوۃ باب مایقول اذا رفع رأ سہ من الرکوع

9 بخاری کتاب التفسیر باب لیغفرلک اللہ ما تقدم من زنبک4460

10 ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب فی الاستغفار:1301

11 بخاری کتاب الدعوات باب مایقول اذانام:5837

12 ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا فرغ من الطعام:3379

13 ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب مایقول اذا خرج من الخلاء:297

14 ابوداؤد کتاب الادب باب مایقال عندالنوم

15 ترمذی کتاب اللباس باب مایقول اذا لبس ثوباجدیدا:1689

16 مسند احمد جلد3ص267مطبوعہ بیروت

17 مستدرک حاکم جلد1ص730مطبوعہ بیروت

18 بخاری کتاب الجنائزباب اذا اسلم الصبی فمات ھل یصلی علیہ

19 تاریخ الخطیب للبغدادی جلد4ص157

20 ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی سجود الشکر2394
21 مسند احمد جلد1ص191مطبوعه بیروت
22 السیره النبویه لابن هشام جلد4ص91مطبوعه بیروت
23 ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی مایقول اذا رأی مبتلیً
24 تحفة الذاکرین از علامه شوکانی ص290 مطبوعه بیروت
25 ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبیؐ3543
26 بخاری کتاب التفسیرسورة البقره باب قول الله وعلم ادم الاسماء کلها
27 مسند احمد جلد2ص470مطبوعه بیروت و مسلم کتاب الشعر
28 کنز العمال: 15241وفتح الباری جلد7ص154
29 بخاری کتاب المناقب باب ایام الجاهلیة3553
29A تحفة الذاکرین لشوکانی ص290دارالکتاب العربی
30 ترمذی کتاب البروالصلة باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک1877
31 ترمذی کتاب البروالصلة باب ماجاء فی الثناء بالمعروف1958
32 ابوداؤد کتاب الزکاة باب عطیة من سأل بالله1424
33 بخاری کتاب العلم باب قول النبی اللهم علمه الکتاب73
34 بخاری کتاب الوضوء باب وضع الماً عندالخلاء140
35 بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر
36 بخاری کتاب الایمان باب حب الانصار من الایمان
37 السیرة الحلبیه جلد3ص215مطبوعه بیروت
38 مسنداحمد بن حنبل جلد6ص117مطبوعه بیروت
39 بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ بدر
40 الطبقات الکبری لابن سعد جلد1ص27مطبوعه بیروت
41 البدایه والنهایه جلد3ص125مطبوعه بیروت